جناب محمد عاصم حفیظ

امریکی ثقافتی دہشت گردی

ٹیکنالوجی کی ترقی نے میڈیا کو عالمی سیاست میں اہم ترین مقام پر فائز کردیا ہے۔ بڑی طاقتیں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے فوجی، سیاسی یا اقتصادی طاقت کے میڈیا کو استعمال کرتی ہیں۔ اب فوجی طاقت کے ذریعے کسی کو غلام بنادینے کا رواج نہیں رہا بلکہ میڈیا کے زور اور مخصوص نظریات وروایات کی ترویج کے ذریعے ذہنوں کو غلام بنایا جاتا ہے۔ مغربی طاقتوں کو اس میدان میں کافی کامیابی ملتی رہی ہے اور سوویت یونین کے بعد اسلام کے ساتھ تہذیبوں کی جنگ کے لیے میڈیا اور ثقافتی حربوں کو ہی اہم ترین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ٹی وی، انٹرنیٹ، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے "نیوکالونیل ازم" کا ایک نیا تصور فروغ پارہا ہے۔ جس کی مثال گلوبل ویلیج بنتی دنیا میں ڈھونڈنا مشکل نہیں۔ مغربی طاقتیں چین، جاپان اور عرب ممالک جیسے مضبوط معاشروں پر میڈیا کی طاقت سے ہی بھرپور انداز میں اثرانداز ہوئی ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں میڈیا اہم ترین کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ پاکستانی میڈیا میں بعض غیرملکی طاقتوں کی سرمایہ کاری کی باتیں سامنے آرہی ہیں۔ ایسے حقائق سامنے آئے ہیں کہ بعض غیرملکی عناصر لالچ دیکر ملکی میڈیا کو خریدنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اینکرز کو سفارت خانوں میں مدعو کر کے عیش و عشرت کا بندوبست کرنے کی تصاویر اور ویڈیوز تو منظر عام پر بھی آچکی ہیں۔ بعض چینل اور اخبارات صرف وہی پالیسی اختیار کرتے ہیں کہ جسکی ہدایت ان کے سرمایہ کاروں کی جانب سے دی جاتی ہے۔ یہ سب واقعی افسوسناک اور ملکی سلامتی کے خلاف ہے۔ غیرملکی طاقتوں کا ملکی میڈیا میں اثر ورسوخ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ آج ہمیں ایک بھرپور قسم کی ثقافتی اور پروپیگنڈا یلغار کا سامنا ہے کہ جس نے ہمارے ملک کے ایک بڑے طبقے کے قلوب واذہان کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج جہاں ایک طرف اسلحہ و بارود کے ذریعے ملک کی بنیادوں کو ہلایا جارہا ہے، قومی سلامتی اور خودمختاری ایک مذاق بن کر رہ گئی ہیں وہیں ہمیں اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک "ثقافتی دہشت گردی" کا بھی سامنا ہے۔ غیرملکی طاقتیں ہمارے معاشرے میں موجود دین بیزار اور سیکولر قوتوں کی مدد سے ارض پاک کی نظریاتی سرحدوں کو پامال کرنے میں مصروف ہیں۔ معاشرے کو بدلنے کی کوشش میں دینی اور مذہبی روایات کے پرخچے اڑائے جارہے ہیں۔ سابق صدر مشرف کے دور میں روشن خیالی کا لگایا گیا پودہ اب تن آور درخت بنتا جارہا ہے۔ کوئی امن کی آشا کے نام پر بھارتی ثقافت کا پرچار کرتا ہے، بھارتی فلمیں سینماؤں اور کیبل کی زینت بن چکی ہیں اور اسی کے اثرات ہندوانہ رسم ورواج کی ترویج اور ملکی واسلامی تہذیب وثقافت سے دوری کی صورت میں برآمد ہورہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں سامنے آنے والے چند مزید واقعات نے ہم پر مسلط کردہ تہذیبی جنگ اور اس ثقافتی دہشت گردی کو مزید واضح کر

دیا ہے۔ اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے میں ہم جنس پرستوں کا اجتماع منعقد کیا گیا۔ امریکی سفارتخانے کی ویب سائٹ کے مطابق چھبیس جون کو امریکی سفیر نے ہم جنس پرست گروپوں کو سفارتخانے مدعو کیا تھا اور ان کو ان کے حقوق کی یقین دہانی کرائی تھی۔ سفارتخانے کے بیان کے مطابق اس اجتماع میں تقریباً 75 افراد نے شرکت کی جن میں سفارتخانے کا عملہ، امریکی فوجی، غیر ملکی سفارتکار، پاکستان میں ایڈوو کیسی تنظیموں اور ہم جنس پرستوں کے پاکستان چیپٹر کے رہنما شامل تھے۔ پاکستان کے مذہبی حلقوں نے اس حرکت کو ''ڈرون حملے'' کے مترادف قرار دیا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ امریکی دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ کی آڑ میں ہماری روایات، ثقافت اور اسلامی شناخت تک کو مٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ کوشش کی جارہی ہیں کہ پاکستانی معاشرے میں بیہودہ اور فحش مغربی روایات کے خلاف مدافعلت کو کم کردیا جائے۔ اور اس مقصد کیلئے این جی اوز کے ذریعے بھاری سرمایہ کاری کی جارہی ہے۔

اس سے پہلے کراچی میں اقوام متحدہ کے ادارے یواین ایف پی اے کے تعاون سے جسم فروش خواتین کی ایک ورکشاپ منعقد کی گئی۔ ''خواتین کے حقوق'' کی آڑ میں منعقد اس قسم کی تقریبات کا واحد مقصد معاشرے میں فحاشی وعریانی کا فروغ ہوتا ہے۔ جسم فروش خواتین کو یہ باور کرایا جارہا ہے کہ انہیں متحد ہوکر اپنے حقوق اور اس پیشے کو قانونی حیثیت دلانے کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ اس شعبے میں بھاری غیر ملکی سرمایہ کاری کے کیا مقاصد ہوسکتے ہیں؟ سیدھی بات ہے کہ بھاری رقوم خرچ کرنیوالوں کی کوشش ہے کہ پاکستان میں یہ شعبہ مضبوط اور بہتر ہو۔ کتنی عجیب بات ہے کہ کروڑوں روپے کے یہ فنڈز ان خواتین کو باعزت روزگار دینے کے لئے نہیں خرچ کئے جاسکتے بلکہ اس قدر بھاری رقوم انہیں یہ سمجھانے کے لئے خرچ کی جاتی ہیں کہ وہ اپنے پیشے سے ضرور جڑی رہیں اور انہیں صرف ''محفوظ'' طریقے سمجھائے جاتے ہیں۔ اس کانفرنس کے ذریعے جسم فروش خواتین کو باقاعدہ بھرتی بھی کیا گیا تا کہ وہ یہ ''پیغام'' دوسروں تک پہنچاسکیں۔ یونائیٹڈ نیشنز پاپولیشن فنڈ یعنی یواین ایف پی اے کے پراجیکٹ افسر ڈاکٹر صفدر کمال پاشا نے اس موقعے پر بتایا کہ ایک سروے کے مطابق کراچی میں ایک لاکھ سے زیادہ اور لاہور میں پچھتر ہزار خواتین سیکس ورکرز کام کررہی ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اس شعبے کو کس حد تک مضبوط بنادیا گیا ہے۔

کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ گزشتہ ماہ معروف سیاحتی مقام مری کے قریب نتھیا گلی میں ایک انوکھی ورکشاپ کا اہتمام ہوا۔ یہ ورکشاپ ہم جنس پرست، خواجہ سراء اور جسم فروش خواتین کو ''تربیت یافتہ'' بنانے کے لئے منعقد کی گئی۔ 'ہائٹس فار آل' نامی ایک این جی او کے زیر انتظام تربیتی ورکشاپ کا مقصد ان کو یہ سمجھانا تھا کہ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے استعمال کے ذریعے وہ کس طرح اپنی کہانیاں دنیا تک پہنچاسکتی ہیں۔ اس ورکشاپ میں عالمی تنظیم 'ایسوسی ایشن فار پروگریسو کمیونیکشن' سے تعلق رکھنے والی ملائیشین ٹرینر انجیلا کوگا نے شرکاء کو ویڈیوز کے ذریعے اپنی کہانیاں اور ''پیغام'' دوسروں تک پہنچانے کی تربیت دی۔ اس موقعے پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے مزید بتایا کہ یہ ہیجڑوں، جسم فروشوں اور ہم جنس پرستوں کے لیے ایک بڑا اہم ذریعہ ہے۔ اس قسم کی ورکشاپس کا مقصد ان طبقات سے تعلق رکھنے

والوں کو خود اعتماد بنانا اور یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ''شب و روز'' سے پورے معاشرے کو آگاہ کرتے ہوئے ہرگز شرم محسوس نہ کریں۔ آپ تصور کریں کہ جب ایسی ویڈیوز انٹرنیٹ، موبائل کلپس اور سوشل میڈیا کے ذریعے عام ہوں گی تو اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ ان سرگرمیوں کے لئے بھاری فنڈز فراہم کرنیوالوں کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایسا مواد عام ہو کہ جو اخلاقی اقدار کا جنازہ نکال سکے۔

ملک میں مہنگائی کا شکار خواتین کے لئے تو کوئی بھی مغربی ملک کچھ دینے کو تیار نہیں جبکہ خواجہ سراؤں، ہم جنس پرستوں اور جسم فروش خواتین کی فلاح و بہبود کے نام پر کروڑوں خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ بھی ''خواتین کے حقوق'' کے نام پر۔ گویا یہ تصور دیا جا رہا ہے کہ حقوق صرف انہیں خواتین کیلئے ہو سکتے ہیں کہ جو جسم فروش ہوں یا پھر ہم جنس پرست۔ ایسا لگتا ہے کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی مد میں دیئے جانیوالے ''ڈالرز'' کے بدلے ہمارے عقائد، نظام تعلیم، معاشرتی روایات، دینی اقدار سمیت سب کچھ بدلنا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لاہور، کراچی، اسلام آباد کے سفارت خانے اس حوالے سے سب سے زیادہ سرگرم دکھائی دیتے ہیں۔ ملک کی طاقتور شخصیات، اینکر پرسنز کے لئے عیش و عشرت کا انتظام کیا جاتا ہے اور بعد ازاں انہیں اپنے مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کراچی میں امریکی سفارت خانے نے کچھ عرصہ قبل خصوصی طور پر پاکستانی بلاگرز کا اجتماع بھی منعقد کیا جس کی بھرپور تشہیر بھی کی گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ سوشل میڈیا آج کے دور میں روایتی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے بھی کہیں زیادہ طاقتور بنتا جا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکی اس بارے میں بھی کافی مستعد نظر آتے ہیں۔ مصر، تیونس، شام سمیت دیگر ممالک میں برپا ہونیوالی تحریکوں میں سب سے اہم کردار سوشل میڈیا نے ہی ادا کیا تھا۔ اس اہم شعبے کو ایک خاص سمت میں چلانے اور اپنا اثر و رسوخ برقرار رکھنے کیلئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کراچی میں ہونیوالی اس تقریب کیلئے بھاری رقوم بغیر کسی مقصد کے تو فراہم نہیں کی گئی ہوں گی۔ ملکی سلامتی کے اداروں کے بارے میں انٹرنیٹ کے ذریعے بھرپور پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں انٹرنیٹ پر حکومتی کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے اور یہی وجہ ہے کہ انٹرنیٹ نوجوان نسل کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ ایک امریکی ادارے کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ فحش ویب سائٹس دیکھی جاتی ہیں۔ اس کیساتھ ساتھ انٹرنیشنل ٹیلی کیمونیکشن کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایشیائی ممالک میں سب سے زیادہ ایس ایم ایس پاکستانی بھیجتے ہیں یعنی چین، بھارت اور انڈونیشیا سے بھی زیادہ۔

آج وقت کی ضرورت ہے حکومت، دینی و سماجی حلقے، سیاسی جماعتیں ان مسائل کی طرف بھی توجہ دیں۔ اگر ان مسائل پر توجہ نہ دی گئی تو یہ خاموش زہر جہاں ایک طرف ثقافتی و تہذیبی روایات کو پامال کر کے رکھ دے گا وہیں قومی سلامتی کو بھی شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اخلاق سے عاری اور فحش عادات کی شکار قوم ملک کا دفاع نہیں کر سکتی۔ اگر ہمیں اپنے ملک، اپنی روایات اور تہذیب کو بچانا ہے تو اسلحہ و بارود کے ذریعے برپا کی جانیوالی شورش کے ساتھ ساتھ اس '' ثقافتی دہشت گردی'' کے خاتمے لئے بھی کوشش کرنی چاہیے۔